REGD No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؁ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم شنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ″
سہ ماہی ۷ ″
ماہوار ۲½ ″

فی پرچہ ۱ /۰

۱۱ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۲۶ ظہور ۱۳۲۹ ہش	۲۶ اگست ۱۹۵۰ء	نمبر ۱۹۸

محمود آباد سٹیٹ سندھ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی مصروفیات

بنی سررو ڈ ۲۵ اگست۔ مکرم جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بخار سے افاقہ ہے۔ مگر کھانسی کی شکایت بدستور ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

محمود آباد اسٹیٹ (سندھ) ۲۰ اگست۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو شدید کھانسی کی شکایت ہے۔ دردوں میں افاقہ ہے۔ حضور اقدس اسٹیٹوں کے دورہ کے لئے کل ناصر آباد اسٹیٹ سے روانہ ہوئے۔ اور محمود آباد اسٹیٹ تشریف لائے۔ کھانسی کی شدید شکایت تھی۔ نماز ظہر و عصر پڑھانے کے بعد مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور مسٹر رشید احمد امریکن کو یورپین ممالک میں تبلیغ کرنے کے طریقوں کے متعلق ہدایات فرماتے رہے۔ کل ۶½ بجے شام کے قریب محمود آباد اسٹیٹ کے باغ کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ آج صبح چھ بجے سے آٹھ بجے تک فصلوں کا معائنہ فرمایا۔

سلامتی کونسل کو چاہیئے کہ کشمیر میں جلد سے جلد آزاد و غیر جانبدار استصواب رائے کا انتظام کرے (نیو یارک ٹائمز)

نیو یارک ۲۵ اگست۔ امریکہ کے مشہور اخبار نیو یارک ٹائمز نے سر اوون ڈکسن کی ناکامی پر تبصرہ کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے فوری حل پر بہت زور دیا ہے۔ اس نے مزید لکھا ہے۔ کہ اس مسئلہ کے حل کا صحیح طریق آزاد و غیر جانبدار استصواب ہی ہے۔ اب چونکہ سر اوون ڈکسن اس قضیہ کو پھر سلامتی کونسل کے سامنے پیش کرینگے۔ اس لئے سلامتی کونسل کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ریاست میں بلا تاخیر ایسے حالات پیدا کرے کہ جن میں آزاد و غیر جانبدار استصواب ممکن ہو سکے۔

آسام کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے دس ہزار من چاول کی پیشکش پر ہندوستان کی طرف سے شکریہ کا اظہار

نئی دہلی ۲۵ اگست۔ پاکستان نے آسام کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے دس ہزار من چاول کی جو پیشکش کی تھی۔ ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے اس سلسلے میں پنڈت نہرو کے نام ہمدردی کا جو پیغام بھیجا تھا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مسٹر نہرو نے لکھا ہے۔ کہ پاکستان کی حکومت اور عوام نے اس ناگہانی مصیبت پر جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ تمام ہندوستان میں اس کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا جائے گا۔ اور حکومت پاکستان کا یہ ہمدردانہ رویہ دونوں ہمسایہ ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کے قیام میں بہت ممد ثابت ہوگا۔ ادھر وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں کی ہدایت موصول ہونے کے بعد مشرقی بنگال کی حکومت نے فوری طور پر دس ہزار من چاول حکومت آسام کو پیش کر دیا ہے۔ نیز دریافت کیا ہے۔ کہ یہ چاول کس جگہ پہنچایا جائے۔ ذرائع مواصلات ابھی تک درہم برہم ہیں۔ آج ہندوستانی فوج کے چار چھاتہ بردار ہوا بازوں نے نیچے اتر کر خوراک وغیرہ سامان پہنچایا۔ علاوہ ازیں فضا میں سے اناج کی بیس بوریاں بھی پھینکی گئیں۔ حکومت آسام نے شمال مشرقی آسام کا طبقات الارضی جائزہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آسام کے وزیر اعظم نے جو اس علاقے کا دورہ کر کے آج شیلانگ واپس پہنچے ہیں۔ کہا ہے۔ کہ سیلاب کی وجہ سے گھر جانے والوں کی تعداد پندرہ لاکھ ہے۔ اس سے قبل پچاس لاکھ کی تعداد جو بیان کی گئی تھی۔ وہ درست نہ تھی۔ آسام میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اب بھی زلزلے کے جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں۔ آج ڈبرو گڑھ میں خاص طور پر ایک درمیانی شدت کا جھٹکا محسوس ہوا۔ مغربی بنگال کے ضلع مرشد آباد میں بھی سیلاب کی وجہ سے ۲۵ گاؤں اس وقت زیر آب ہیں۔ اور رسل و رسائل کے ذرائع درہم برہم ہیں۔

مشرقی بنگال کا دوسرا مشترکہ دورہ

ڈھاکہ ۲۵ اگست۔ اقلیتی امور کے وزراء مسٹر اے۔ ایم ملک اور سی۔ سی بسواس نے مشرقی بنگال کا دوسرا مشترکہ دورہ شروع کر دیا ہے۔ اب وہ کھلنا میں ایک روز قیام کرنے کے بعد باریسال کے اندرونی علاقوں کا دورہ شروع کر رہے ہیں۔ جو چھ دن تک جاری رہیگا۔ اس میں حالات و واقعات کا مطالعہ نہایت گہری نظر سے کیا جائیگا۔

قاہرہ ۲۵ اگست۔ سلامتی کونسل میں مصر کی میعاد رکنیت ختم ہو جانے کی وجہ سے اب عرب لیگ نے اس کی جگہ امیدوار کے

برطانوی فوج کی کوریا روانگی

ہانگ کانگ ۲۵ اگست۔ اقوام متحدہ کی فوجوں کے دوش بدوش لڑنے کے لئے برطانیہ کی دو بٹالین فوج کوریا روانہ ہو گئی ہے۔ آج امریکی بمبار ہوائی جہازوں نے شمالی کوریا کے اہم فوجی ٹھکانوں پر چھ سو ٹن بم گرائے۔

کانگرس اسمبلی پارٹی سے پہلے سکھ ممبر کی علیحدگی

شملہ ۲۵ اگست۔ مشرقی پنجاب اسمبلی کے ایک سکھ ممبر سردار جسونت سنگھ دگل نے کانگرس اسمبلی پارٹی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اکالی دل نے پچھلے دنوں سکھ ممبران اسمبلی کو کانگرس پارٹی سے علیحدہ ہو جانے کے متعلق جو ہدایت کی تھی۔ مسٹر دگل وہ پہلے سکھ ممبر ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیل میں استعفیٰ دیا ہے۔

وزیر اعظم سے شیخ صادق حسن کی ملاقات

کراچی ۲۵ اگست۔ گورنر پنجاب کے تین مشیروں کے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ اس کے متعلق بات چیت کرنے کے لئے گورنر کے مشیر خزانہ شیخ صادق حسن نے آج صبح وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں سے ملاقات کی اگلے ہفتے وہ گورنر پنجاب سے مشورہ کرنے مری جا رہے ہیں۔ مری جاتے ہوئے وہ لاہور رہیں

روس کا ایٹمی دھوکا

لندن ۲۵ اگست "ڈیلی ٹیلیگراف" کے بیان کے مطابق فن لینڈ کے سفارتی حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ روسیوں کو ایٹم بم بنانے کا طریقہ پوری طرح اب تک معلوم نہیں ہے۔ وہ اس دعوے کو کہ روس کے پاس ایٹم بم کے بڑے ذخیرے ہیں۔ محض "فریب" سے تعبیر کرتے ہیں۔ (داسٹار)

جنرل اسمبلی کی صدارت کے لئے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی حمایت کو تمام عرب ممالک اپنی خوش بختی تصور کرتے ہیں

حمایت کے متعلق عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کے متفقہ فیصلے پر عزام پاشا کا بیان

قاہرہ ۲۵ اگست۔ آج عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے اس سوال پر غور کیا کہ جنرل اسمبلی کی صدارت کے سلسلے میں کس امیدوار کی حمایت کی جائے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے تمام عرب نمائندے پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی پُر زور حمایت کریں۔ کمیٹی کے کسی ایک ممبر نے بھی اس تجویز کی مخالفت نہیں کی۔ کمیٹی کے اجلاس میں اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے عرب لیگ کے سکرٹری جنرل عزام پاشا نے کہا۔ جنرل اسمبلی کی صدارت کے لئے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی حمایت کو تمام عرب ممالک اپنی خوش قسمتی تصور کرتے ہیں۔

بمبئی میں ہنگامی صورت حال کا اعلان متوقع ہے

بمبئی ۲۵ اگست۔ بمبئی کے صوبائی وزیر داخلہ نے کہا ہے۔ کہ اگر کپڑے کے کارخانوں کی ہڑتال مزید جاری رہی۔ تو پھر صوبے میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا جائے گا۔ یاد رہے۔ یہ ہڑتال گذشتہ نو روز سے جاری ہے۔

لاہور ۲۵ اگست۔ پنجاب یونیورسٹی جرنلسٹ ایسوسی ایشن کا ایک وفد عنقریب طہران روانہ ہو رہا ہے۔ یہ وفد سارے مشرق وسطیٰ کا دورہ کرے گا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کوآپریٹیو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور سے طبع کرا کے ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل لاہور
۲۶ اگست ۱۹۵۰ء

فرسودہ اعتراضات اور استہزاء و تمسخر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد حنیف صاحب ندوی احمدیت کے متعلق نئی نئی تحقیقات فرمانے کے دعویدار ہیں۔ مگر آپ کی جدت طرازی فقط ان فرسودہ اعتراضات کو اپنی انوکھی قلمکاری کے اضافہ کے ساتھ دہرانے تک محدود ہے۔ جن کے جوابات ہزاروں بار دیئے جا چکے ہیں۔ اور اگر آپ میں کچھ بھی دیانت کا احساس ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔ الاعتصام ۲۵ اگست ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر آپ نے اشتہاری قسم کے تعجب آفرین عنوان "نبوت سے دستبرداری" کے ماتحت ایک جوابی مضمون لکھا ہے۔ اگر یہ جواب مضمون انشاءپردازی کے کسی امتحان میں لکھا جاتا تو شاید آپ کو پچاس میں سے اکیاون نمبر ضرور مل جاتے۔ مگر چونکہ موضوع دینی ہے۔ جس کے فہم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حصہ کم ملا ہے۔ اس لئے محض لفظوں کا غبارہ سا بن کر رہ گیا ہے۔

آپ نے اپنے جواب مضمون کا تقریباً ۳/۴ حصہ تو انبیاء علیہم السلام۔ صلحاء اور دیگر علمائے اسلام کی جرأت صداقت بیانی کی نقش آرائی کے نذر کر دیا ہے اور باقی ۱/۴ حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مسٹر ڈوئی کی عدالت کے صلحنامہ کا واقعہ تمسخرانہ انداز میں بیان فرما کر حضور اقدس علیہ السلام پر نعوذ باللہ بزدلی کا الزام لگایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کذب بیانی بھی فرمائی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خواجہ کمال دین کی موجودگی میں نبوت سے دستبردار ہو گئے۔" (منہ)

تعجب ہے کہ یہ مولوی قسم کے لوگ جھوٹ بولنے میں کیوں اس قدر بے باک ہو سکتے ہیں۔ اور تحقیق مسائل میں تمسخرانہ انداز اختیار کرتے وقت قرآن کریم کے آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر بھی خوف خدا کو کس طرح فراموش کر سکتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

"آپ نے اقرار کیا کہ میں آئندہ اس ڈھنگ کی کوئی پیشگوئی شائع نہیں کرونگا۔ جو کسی کی موت سے متعلق ہو۔ اور تو اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم (؟) کو ایسے کلمات سے مخاطب نہیں کرونگا جس سے ان کو اذیت پہونچے۔ یعنے آپ نے انڈیاں سے کہہ دیا کہ آئندہ

ایسے الہامات نہ ڈسپیچ کئے جائیں جن پر کوئی مجسٹریٹ گرفت کرے۔

فرمایئے یہ نبوت ہے اس سے زیادہ بےیقینی اور خوف و بزدلی کی کوئی مثال ہو سکتی ہے۔ کہ ہمارے ادنیٰ رضاکار بھی غیرت و حمیت کی اتنی توہین برداشت کر سکتے۔"

مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کا طرز کلام ملاحظہ ہو مولوی صاحب کو معلوم ہے۔ کہ ڈوئی صاحب کی عدالت میں جو مقدمہ تھا وہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری تھا۔ جس میں زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک سال یا چھ مہینے کے لئے حفظ امن کی ضمانت لے لیتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ بھلا اس میں بےیقینی اور خوف و بزدلی کی کونسی بات تھی۔ یہ ایک صلح کا واقعہ تھا۔ اگر مولوی محمد حنیف صاحب نے کبھی انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات پر غور کیا ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر صلح کا کوئی خواہشمند نہیں ہوتا۔ اور اسی کے لئے "رسول اللہ" کے الفاظ صلح حدیبیہ میں مٹانا پڑیں۔ تو خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیتے ہیں۔ لیکن اس کو نبوت سے دستبرداری اور خوف و بزدلی کوئی شقی القلب ہی کہہ سکتا ہے۔

مولوی صاحب کو معلوم ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد نہ تو سرور کائنات رحمۃ للعالمین نے تبلیغ اسلام چھوڑ دی تھی۔ اور نہ مسیح موعود علیہ السلام نے اس صلحنامہ کے بعد ایسا کیا۔ یہاں تک کہ آج صرف آپکی جماعت ہی فریضہ تبلیغ کا حق ادا کر رہی ہے۔

پھر مولوی محمد حنیف صاحب "شائع نہ کرونگا" کا مفہوم اپنی فقرہ بازی کے زور سے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں کے تعلق پر اس تمسخرانہ فقرے سے چھپا دینا چاہتے ہیں۔

یعنے آپ نے انڈیاں سے کہہ دیا کہ آئندہ ایسے الہامات نہ ڈسپیچ کئے جائیں جن پر کوئی مجسٹریٹ گرفت کرے

کیا یہ علمائے اسلام کی زبان ہے یا مخالفین مکہ کی؟ مگر اس زمانہ کے علماء کے متعلق مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی تو ضرور پوری ہونا تھی کہ

علماء ھم شر من تحت ادیم السماء

ہم نے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی کی خدمت میں بارہا عرض کیا ہے۔ کہ آپ ندوی کہلاتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ نے ایک مشہور علمی درسگاہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کو احراریوں کی باتیں نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن خدا جانے کیا بات ہے۔ کہ آپ پر ذرا اثر نہیں ہوتا۔ اب آپ اس مقالہ ہی کو دیکھیں کیا اس میں ذرا سی بھی علمیت کی بات ہے؟ پھر کیا ایک عالم اسلام کہلانے والے کی شان کے شایاں ہے۔ کہ وہ استہزا اور تمسخر کو اپنا شیوہ بنا لے۔ خواہ مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ثابت ہو یا نہ ہو۔ آپکے مخالفین کا استہزا اور تمسخرانہ انداز اختیار کرنا کم سے کم ان کو تو مخالفین انبیاء علیہم السلام کی سطح پر ضرور لے آتا ہے۔

ایک عالم دین کے لئے واجب ہے کہ وہ مسائل دینی کی تحقیق میں سنجیدگی اور متانت کا وطیرہ اختیار کرے۔ اور استہزا اور تمسخر کو دلائل کے فقدان کا پردہ نہ بنا لے۔ اگر مولوی صاحب کو تبلیغ اسلام کا شوق ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ ایک مومن کا انداز تقریر و تحریر اختیار کریں۔ تاکہ ان کی بات کا کچھ اثر بھی ہو۔ بے شک ایسی مزاحیہ فقرہ بازی سے آپ اپنے گمراہ مذاق کی دم بھر کے لئے تسلی کر لیتے ہوں گے۔ یا اپنے ملنے والوں کو ہنسا لیتے ہونگے لیکن اگر ان کے دل میں ذرا بھی خوف خدا ہوتا۔ تو ان کو محسوس ہوتا کہ ایسی ہنسی کے بعد اکثر رونا بہت پڑتا ہے۔ اور ویسے تو اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیرا۔ یعنی ہنسو تھوڑا اور رو دو بہت

اگر مولوی محمد حنیف صاحب ندوی اپنے دل میں خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص انہی کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ تو وہ بہت جلد اپنی اصلاح کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ مولوی صاحب یہ کہہ کر بات کو نہیں ٹالیں گے کہ باتیں ہی ہنسنے والی ہوں تو آدمی کیونکر نہ ہنسے۔ ان کو معلوم ہے کہ ہمیشہ مخالفین انبیاء علیہم السلام اپنے ہنسی ٹھٹھا کے لئے یہی وجہ جواز پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے یقیناً وہ یہ عذر پیش کر کے ان کے ساتھ اپنی مزید مماثلت ثابت نہیں کریں گے۔

قلم کا رشتہ

معاصر روزنامہ "قاصد" اپنے مکلف بہ طرف کالم میں روزنامہ "احسان" کی درخواست کے جواب میں رقمطراز ہے۔

جب تک سینی۔ این ای۔ سی اخبارات کے قتل کے محضرنامے خود تیار کر کے خواجہ شہاب الدین بالقابہ کو دیتی رہے گی۔ اس وقت تک اس سرکاری ادارے میں وہ اخبارات کیسے شامل ہو سکتے ہیں۔ جو اپنے قلم کا رشتہ حکمرانوں کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اس ملک کے ۸ کروڑ مظلوم اور بےبس انسانوں کے ساتھ جوڑنا چاہتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں سے جن میں عوام اور حکمران سب شامل ہیں قلم کا رشتہ جوڑنا کوئی بری بات نہیں۔ لیکن اس سے بھی بہتر بات جو ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مودودی صاحب اور ان کے ترجمان پہلے اپنے قلم کا رشتہ اس سے جوڑیں۔ جس نے فرمایا ہے

ن والقلم وما یسطرون

افسوس ہے کہ مودودی صاحب کے ترجمان عوام اور حکمرانوں میں امتیاز کر کے نفاق بین المسلمین کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یہ انتخابات بھی کیا بری بلا ہیں کہ آدمی کو تمام حکمران ظالم اور تمام عوام مظلوم و بےبس نظر آنے لگتے ہیں۔

رسالہ "الشہاب" اور معاصر "قاصد"

معاصر "قاصد" کے اسی پرچہ میں ایک اشتعال انگیز نوٹ بھی "مولانا شبیر احمد عثمانی کی روح کو ایصال ثواب" کے طویل اور اشتعال انگیز عنوان کے ماتحت رقم کیا گیا ہے۔ اس نوٹ میں مولانا موصوف کے ایک پرانے رسالہ "الشہاب" جس میں احمدیوں کو مرتد اور اس بناء پر ان کے قتل کو جائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اور جو آپ نے مسلم لیگ میں شمولیت سے بہت پہلے لکھا تھا کی ضبطی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔

معاصر کو شاید یہ بھول گیا ہے کہ مسلم لیگ کے اصولوں کو قبول کر کے مولانا شبیر احمد صاحب نے عملاً اپنے اس رسالہ کی تردید کر دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے اس دور میں اسے دوبارہ شائع نہ کیا۔ اب بعض شریر لوگوں نے جو پاکستان اور اتحاد کے ازلی دشمن ہیں سرقہ کر کے آپ کی وفات کے بعد اسے محض احمدیوں کی دلآزاری اور پاکستان میں مذہبی منافرت کے لئے شائع کر دیا تھا۔ جس کو بقول معاصر حکومت نے ضبط کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نوٹ سے معاصر کی دیانت اور صالحیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ تقدیر کے متعلق ایک عزیز کے سوالوں کا جواب

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

کچھ عرصہ ہؤا میرا ایک مضمون مسئلہ تقدیر کے متعلق الفضل مؤرخہ ۸ اگست میں شائع ہؤا تھا۔ اس پر ہمارے تعلیم الاسلام کالج کے ایک نوجوان محمد شریف صاحب جاوید بی۔ایس سی سٹوڈنٹ نے کچھ سوالات لکھ کر بھیجے ہیں اور خواہش ظاہر کی ہے کہ ان سوالوں کا جواب دے کر ان کی رہنمائی کی جائے۔ جاوید سلمہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض دوسرے ہم جماعت دوستوں سے بھی ان سوالوں کا جواب دریافت کیا مگر وہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکے بلکہ میری طرح وہ بھی ان سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے آرزومند ہیں۔

سو سب سے پہلے تو میں اس بات پر خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں میں اس قسم کے علمی مسائل کے متعلق دلچسپی پیدا ہو رہی ہے جو قومی زندگی اور قومی ترقی کی ایک خوش کن علامت ہے۔ مگر دوسری طرف مجھے افسوس بھی ہے کہ عزیز جاوید سلمہ نے ان سوالوں کے متعلق خود اپنے دماغ پر زور دے کر جواب معلوم کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ یقیناً یہ سوال ایسے نہیں ہیں کہ احمدی نوجوانوں کی علمی استعداد سے بالا سمجھے جائیں۔ البتہ ان میں کچھ لفظی ہیر پھیر کی پیچیدگی ضرور ہے جسے سمجھنے کے لئے دماغ پر کسی قدر زور دینا پڑتا ہے۔ لیکن اگر احمدی نوجوان اپنے دماغوں پر زور دینا نہیں سیکھیں گے تو اور کون سیکھے گا مگر بہر حال جواب سمجھ نہ آنے پر دوسرے سے پوچھ لینا اس بات سے بہت بہتر ہے کہ دل میں ایک کھٹک پیدا ہو اور انسان نہ تو اسے خود نکالے اور نہ اسے نکالنے کے لئے کسی دوسرے کی مدد حاصل کرے۔ کیونکہ اس طرح دل میں زنگ لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ دل کا زنگ ہر دوسری مرض سے بدتر ہے۔ اس کے بعد میں جاوید سلمہ کے سوالوں کا جواب لکھتا ہوں اور اس جواب کو میں دانستہ مختصر صورت میں لکھوں گا۔ کیونکہ کالج کے سمجھدار طالب علموں کے لئے اشارہ کافی ہونا چاہیئے۔ گو بہرحال اسے سمجھنے کے لئے میرے اصل مضمون کا بغور مطالعہ ضروری ہے۔

پہلا سوال جاوید سلمہ کا یہ ہے کہ اگر جیسا کہ میں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے یہ نظریہ قبول کیا جائے کہ جو بیمار غلط علاج سے فوت ہوگیا وہ صحیح علاج سے بچ بھی سکتا تھا تو اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر انسان کی موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر انسان کو اس کی بیماریوں میں صحیح اور بروقت علاج میسر آتا جائے تو اس نظریہ کے ماتحت وہ یقیناً بہت لمبی بلکہ نہ ختم ہونے والی عمر پا سکے گا۔ جاوید صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح تو انسان کی زندگی اس کے اپنے اختیار میں سمجھی جائے گی نہ کہ خدا کے اختیار میں؟ اس سوال کا (جسے میں نے اپنے الفاظ میں ڈھال دیا ہے) پہلا جواب تو یہ ہے کہ اگر ایک بیمار صحیح علاج سے صحت پا جاتا ہے تو کیا یہ قانون بھی (یعنی ایسے بیمار کا صحت پا جانا) خدا کا بنایا ہؤا قانون نہیں؟ تو جب ایک بیمار کا صحیح علاج سے صحت پا جانا بھی خدا ہی کے قانون کے ماتحت ہے تو بہرحال انسان کی زندگی اور موت کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہی ہؤا نہ کہ خود انسان کے اپنے ہاتھ میں۔ ظاہر ہے کہ اس دنیا پر خدا کی حکومت اُس کے اِس قانون قدرِ خیر و شر کے ذریعہ سے ہی ہے جو اس نے خود بنایا اور خود رائج کیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص غلط علاج سے مرتا ہے تو خواہ یہ غلطی خود اس کی اپنی ہی ہو مگر بہر حال وہ مرتا خدا کے قانون کے ماتحت ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص صحیح علاج سے صحت پا جاتا ہے تو خواہ یہ صحیح علاج اس کی اپنی کوشش کا ہی نتیجہ ہو اس کا صحت پانا بھی لازماً خدا کے قانون کے ماتحت ہی ہوتا ہے۔ پس حکومت بہر حال خدا کی ہی رہی نہ کہ انسان کی!!

دوسرا جواب اس سوال کا یہ ہے جسے ہمارے نوجوان عزیز نے بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے کہ خدا کی تقدیر عام کے ماتحت انسان کی موت صرف بیماری یا حادثہ کے نتیجہ میں ہی نہیں آتی بلکہ طبعی طریق پر بھی آتی ہے۔ پہلی صورت کی مثال یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک مشین کو کوئی حادثہ پہنچے اور اس حادثہ کی وجہ سے وہ ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو جائے اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ مشین کو کوئی حادثہ تو نہ پہنچے مگر لمبے استعمال کی وجہ سے اس کے پرزے گھس گھس کر طبعی رنگ میں اپنی عمر پوری کر کے ختم ہو جائیں۔ پس گو یہ بالکل درست ہے کہ ایک بیمار صحیح علاج سے بچ سکتا ہے مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہؤا کہ ایسے شخص کے لئے موت کا وہ دوسرا رستہ جو طبعی طریق پر مقرر ہے وہ بھی بند ہو گیا ہے؟ اگر ایک انسان بیماری یا حادثہ والی موت سے نہیں مرے گا تو لازماً کچھ عرصہ کے بعد وہ اس طبعی رنگ میں جائے گا جو انسانی مشین کے گھس گھسا و (Wear and Tear) سے تعلق رکھتا ہے اور یہ دونوں قانون ہمارے خدا ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ پس کسی صورت میں بھی اعتراض کی گنجائش نہیں سمجھی جاسکتی۔ جاوید سلمہ کو غالباً دھوکہ یہ لگا ہے کہ وہ انسانی موت کو صرف بیماری یا حادثہ کا نتیجہ خیال کرتے ہیں حالانکہ موت کے لئے خدا کے قانون قدرت نے دو جداگانہ رستے مقرر کر رکھے ہیں یعنی ایک تو موت بیماری اور حادثہ کے نتیجہ میں آتی ہے جس کے معنی انسانی مشینری کے ٹوٹ پھوٹ جانے کے ہیں اور دوسرے وہ طبعی عمر پوری ہو جانے کے نتیجہ میں آتی ہے جس کے معنی انسانی مشین کے گھس گھس کر ختم ہو جانے کے ہیں۔ اسی لئے ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں کہ:-

لکلّ داءٍ دواءٌ الّا الموت

”یعنی خدا کے قانون میں ہر بیماری کا علاج موجود ہے مگر جب (انسانی مشین کے گھسنے کے نتیجہ میں) موت کا وقت آجائے تو پھر وہ نہیں ٹلتا۔“

اس لطیف حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے دونو پہلو نمایاں کر کے بیان فرما دیئے ہیں یعنی (۱) اگر صرف بیماری کا سوال ہے تو وہ صحیح علاج سے ٹل سکتی ہے۔ کیونکہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا خدا کے قانون میں علاج موجود نہ ہو۔ لیکن (۲) اگر موت کا ہی وقت آپہنچا ہے تو پھر یہ خدا کی وہ اٹل تقدیر ہے جس کے لئے ہر انسان کو تیار رہنا چاہیئے۔

اسی سوال کے ضمن میں جاوید سلمہ کا دوسرا استفسار یہ ہے کہ جو شخص صحیح علاج کے میسر آتے رہنے کے نتیجہ میں بیماریوں وغیرہ کی موت سے بچ جاتا ہے۔ اور پھر آخر اپنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر فوت ہوتا ہے۔ تو کیا ایسے شخص کی موت خدا کی تقدیر عام کے ماتحت سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور اگر وہ تقدیر عام کے ماتحت سمجھی جائے گی تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں گویا تقدیر عام بھی اٹل ہو گئی اور معلق نہ رہی (یہ الفاظ میرے ہیں جن میں میں نے جاوید سلمہ کے سوال کو زیادہ معین اور زیادہ مضبوط صورت دے کر بیان کیا ہے) اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک مطلق موت کا سوال ہے وہ ہر انسان کے لئے ایک تقدیر مبرم ہے جو کسی صورت میں ٹل نہیں سکتی۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:

کل نفس ذائقۃ الموت

”یعنی ہر انسان کے لئے موت کے رستہ سے گذرنا مقدر ہو چکا ہے۔“

لیکن جہاں تک موت کے وقت کا سوال ہے وہ طبعی موت کی صورت میں بھی ایک تقدیر معلق ہے جو آگے پیچھے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اور میڈیکل سائنس اس کی تصدیق کرتی ہے قانون قدرت کے گوناگوں اثرات کے ماتحت مختلف انسانوں کی جسمانی مشینری مختلف طاقتوں کی ہوتی ہے۔ یعنی کوئی انسان زیادہ مضبوط قویٰ کا مالک ہوتا ہے اور کوئی نسبتاً کم مضبوط قویٰ رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں لازماً انسانی مشینری کے گھس گھس کر ختم ہونے کے زمانہ میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ پس طبعی موت کی صورت میں بھی ہر انسان کی زندگی کا زمانہ اور ہر انسان کی موت کا وقت مختلف سمجھا جائے گا۔ اور مناسب احتیاط کے نتیجہ میں اس میں خفیف تبدیلی ممکن ہوگی۔ مگر بہرحال جلد یا بدیر انسانی جسم کی فانی مشینری کبھی نہ کبھی دن گھس گھس کر ضرور ختم ہو جائے گی۔

فافہم وتدبّر۔

اسی تعلق میں جاوید سلمہ کا تیسرا استفسار یہ ہے کہ جب ایک انجام عملاً ظاہر ہو جائے یعنی مرنے والا بیمار مر جائے تو کیا پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر صحیح علاج ہوتا تو بیمار بچ جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں پھر بھی ایسا کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب مثلاً ایک شخص ملیریا کی بیماری سے اس لئے مرتا ہے کہ اسے وقت پر کونین میسر نہیں آئی تو ہم اس بات کے کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر اسے کونین (جو ہمارے خدا کی ہی بتائی ہوئی ایک مادی تدبیر ہے) میسر آجاتی تو وہ بچ جاتا۔ کیونکہ بہرحال ان ہر دو صورتوں میں ہم خدا کی تقدیر کے اندر ہی رہتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ اگر ہم ایسا نہ سمجھیں تو دنیا کی ساری علمی ترقی ختم ہو جاتی اور انسان کامل جبری نظریہ (Fatalism) پر قائم ہو کر ایک منجمد پتھر کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جسے اپنی حفاظت اور اپنی ترقی کا کوئی اختیار حاصل نہیں رہتا۔ آخر یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہسپتالوں کا سلسلہ کیوں قائم ہے؟ کیا اس لئے نہیں کہ بیماروں کو خدا کی تقدیرِ شر سے بچا کر اس کی تقدیرِ خیر کی طرف کھینچا جائے؟ پھر کیا ہمارے رسول (فداہ نفسی) نے اپنے بچے ابراہیم کی وفات پر یہ الفاظ نہیں فرمائے کہ:-

لو عاش لکان صدیقاً نبیاً

”یعنی اگر میرا یہ بچہ ابراہیم (اس بیماری سے بچ کر) زندہ رہتا تو وہ یقیناً خدا کا ایک صدیق نبی بنتا۔“

اب اگر بیماری سے بچنے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا یا اگر کسی بیمار کے فوت ہو جانے پر اس کی زندگی کے امکانی پہلو کو سامنے رکھ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی بات کہی ہی نہیں جا سکتی تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بے سود اور عبث قرار پاتا ہے۔ خوب غور کرو کہ حضرت ابراہیم کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "اگر وہ اس بیماری سے بچ جاتا اور زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا" ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ اس کی زندگی کے امکان کو تسلیم فرماتے تھے۔ تو پھر اگر اسی اصول کے ماتحت میں نے بھی اس قسم کی امکانی بات کہہ دی تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

دوسرا سوال جاوید سلمہ کا یہ ہے کہ اگر جیسا کہ میں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے "خدا کا علم انجام پیدا نہیں کرتا بلکہ انجام کی وجہ سے علم پیدا ہوتا ہے" تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا عالم الغیب نہیں کیونکہ انجام کے بعد تو علم ہر شخص کو ہو جاتا ہے اور خدا کی کوئی خصوصیت نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ۔ مجھے عزیز جاوید سلمہ کے اس سوال پر تعجب بھی ہوا اور افسوس بھی۔ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ انجام کے بعد خدا تعالےٰ کا علم پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ کہا تھا کہ انجام کی وجہ سے خدا کا علم پیدا ہوتا ہے اور ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ ایک تعلیم یافتہ نوجوان اس واضح فرق کو نہیں سمجھ سکا۔ میرا مطلب بالکل صاف تھا کہ خدا چونکہ عالم الغیب ہے اس لئے اسے لازماً یہ علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز کا انجام اس اس طرح ہوگا۔ لیکن جیسا کہ میں نے اصل مضمون میں جاپان کے زلزلہ کی مثال دے کر وضاحت کی تھی خدا کا یہ علم انجام کا باعث نہیں بنتا بلکہ ہونے والا انجام خدا کے علم کا باعث بنتا ہے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں کسی چیز کا انجام کسی خاص رنگ میں اس لئے رونما نہیں ہوتا کہ خدا کو اس کا علم ہے بلکہ خدا کو علم اس لئے ہوتا ہے کہ اس چیز کا انجام ایک خاص رنگ میں ظاہر ہونے والا ہوتا ہے اور جب یہ فرق ظاہر و عیاں ہے تو اس پر یہ سوال اٹھانا کہ انجام کے بعد تو انسان کو بھی علم ہو جاتا ہے ایک بالکل لاتعلق سی بات ہے جس کا زیر بحث سے کوئی دور کا بھی رشتہ نہیں کیونکہ میں نے انجام سے پہلے کے علم کا ذکر کیا تھا نہ کہ انجام کے بعد والے علم کا۔ بہتر ہوگا کہ عزیز جاوید میرے اصل مضمون کے اس حصہ کو ایک نظر دوبارہ دیکھ لیں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

تیسرا سوال جاوید صاحب کا یہ ہے کہ جب قانون قضاء و قدر اور قانون شریعت دو علیحدہ علیحدہ قانون ہیں جو ایک دوسرے میں دخل انداز نہیں ہوتے کیونکہ وہ دو ایسی صوبائی حکومتوں کی طرح ہیں جنہیں گویا خدا کی مرکزی حکومت کے ماتحت۔ پروونشل آٹانومی حاصل ہے۔ تو پھر دنیا کے کاموں میں خدا سے دعا مانگنے اور دینی رنگ میں صدقہ و خیرات کرنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے قضاء و قدر کے میدان میں جو نتیجہ بہر حال وہی ہے جو قانون قدرت کے ماتحت مقدر ہے۔ اور شریعت کے قانون کی نیکی اس میں اثر انداز نہیں ہو سکتی وغیرہ وغیرہ۔ عزیز جاوید سلمہ کا یہ سوال حقیقۃً دلچسپ سوال ہے اور مجھے اس سوال سے اتنی ہی خوشی ہوئی جتنا کہ اوپر کے سوال سے افسوس ہوا تھا۔ کیونکہ گو یہ اعتراض غلط ہے مگر بہر حال جاوید سلمہ کا خیال ایک اہم بات کی طرف گیا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے اپنے مضمون میں اس پہلو کو زیادہ واضح کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کے بغیر نوجوانوں کے دلوں میں ایک ایسا وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے جو بعید نہیں کہ بعض خام خیال لوگوں کی دینداری کے جذبہ کے لئے بالآخر مہلک ثابت ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر جاوید سلمہ زیادہ غور کی نظر سے دیکھتے تو صوبائی اور مرکزی حکومت کی مثال میں ہی اس شبہ کا اصولی جواب موجود تھا۔ بے شک میں نے قانونِ قضاء و قدر اور قانونِ شریعت کے متعلق صوبائی حکومتوں کی مثال دے کر لکھا تھا کہ یہ حکومتیں ایک دوسرے کے میدان میں دخل نہیں دیتیں (گو ضمناً اس تعلق میں میں نے استثنائی قانون کی طرف بھی اشارہ کر دیا تھا) مگر اس سے یہ نتیجہ کیسے نکلا کہ خدا کی مرکزی حکومت بھی صوبائی حکومتوں کے کام میں دخل نہیں دے سکتی۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو مرکزی حکومت کا ذکر ہی اس بات کی طرف توجہ منتقل کرنے کے لئے کافی تھا کہ گو یہ صوبائی حکومتیں ایک دوسرے کے مقابل پر آزاد ہیں مگر بہر حال وہ مرکزی حکومت کے ماتحت ضرور ہیں۔ پس جب انسان خدا سے دعا مانگتا ہے تو وہ گویا دوسرے الفاظ میں خدا کی مرکزی حکومت سے اپیل کرتا ہے اور خدا کی مرکزی حکومت بہر حال ایک بالا حکومت [illegible] ہے جسے صوبوں کی باہمی آزادی اور ان کے ایک دوسرے کے مقابل پر دخل نہ دے سکنے کے باوجود حسب ضرورت صوبوں کے کام میں دخل دینے کا حق حاصل ہے۔ پس دعا بالکل اور چیز ہے اور شریعت کے میدان کی عام نیکی بالکل اور چیز ہے۔ شریعت کے قانون کی نیکی بے شک قانونِ قدرت کے حادثات سے نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ جس طرح شریعت کا میدان خدائی حکومت کا ایک مستقل صوبہ ہے۔ اسی طرح قضاء و قدر کا میدان بھی خدائی حکومت کا ایک دوسرا مستقل صوبہ ہے اور وہ ایک دوسرے سے آزاد بھی ہیں۔ مگر دعا کو ایک بالکل جداگانہ حیثیت حاصل ہے کیونکہ دعا عمل کی نیکی کا کام نہیں بلکہ خدا کی مرکزی حکومت سے اپیل کرنے کا نام ہے۔ اور خدا کی مرکزی حکومت کو بہر حال اپنے ماتحت صوبوں میں ان کی عام آٹانومی کے باوجود دخل دینے کا اختیار ہے۔ بلکہ اگر خدا جیسی ہستی کے لئے ایسا اختیار تسلیم نہ کیا جائے۔ تو وہ حقیقۃً خدا ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا دعا کو جو خدا کے حضور اپیل کا رنگ رکھتی ہے۔ شریعت کی عام نیکی (یعنی نماز روزہ وغیرہ) پر قیاس کرنا ہرگز درست نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

لا یرد القضاء الا الدعاء

"یعنی قضاء و قدر کے حادثات کو دعا کے سوا کوئی اور بات نہیں بدل سکتی"

ان نہایت درجہ حکیمانہ الفاظ میں یہی اشارہ کیا گیا ہے کہ گو شریعت کی عام نیکی قضاء و قدر کے حادثات کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتی کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے آزاد اور جداگانہ میدانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ مگر دعا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے کہ وہ قضاء و قدر کے حادثات کو بدل دے کیونکہ دعا خدا کی مرکزی حکومت سے اپیل کرنے کا نام ہے۔ اور خدا کو بہر حال اپیل سننے کا اختیار حاصل ہے اور خدا نے دعا کا قانون اس لئے جاری فرمایا ہے کہ تا دنیا میں اس کے مالکانہ تصرف کا شان قائم رہے اور تا نیک فطرت لوگوں کے لئے اس کے ذاتی تعلق کی طرف ایک دائمی کشش کا سامان مہیا کیا جائے۔ اسی طرح مصیبت کے وقت صدقہ و خیرات کرنا بھی دراصل دعا ہی کی ایک قسم ہے کیونکہ صدقہ کے ذریعہ انسان گویا بزبان حال خدا سے اپیل کرتا ہے کہ اے میرے آقا جس طرح میں تجھے راضی کرنے کے لئے تیرے مصیبت زدہ بندوں کی تکلیف کو دور کرتا ہوں اسی طرح تو بھی میری تکلیف اور میرے دکھ کو دور فرما اور مجھے اس مصیبت سے نجات بخش۔ پس یہ خیال کرنا کہ چونکہ شریعت کے میدان کی عام نیکی قضاء و قدر کے حادثات سے نہیں بچا سکتی اس لئے دعا اور صدقہ و خیرات بھی بے سود ہیں۔ ایک بالکل غلط اور بے بنیاد خیال ہے۔ جسے نہ تو عقل کا سہارا حاصل ہے اور نہ شریعت کا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا یہ مختصر نوٹ تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد
رتن باغ لاہور ۲۴ ؍ ۵۰

دعائے مغفرت

(۱) استاذی المکرم میاں جی غلام نبی خانصاحب بنگوی ۵۰-۸-۹ کو بوقت ۵ بجے شام جڑانوالہ میں اس دار فانی سے عالم حقیقی کو سدھار گئے ہیں۔ چونکہ میاں جی صاحب جماعت احمدیہ بنگہ و ملحقہ علاقہ میں کافی شہرت رکھتے تھے اور آپ کے شاگردوں کا حلقہ کافی وسیع ہے۔ اس لئے تمام احباب جماعت احمدیہ و متعلقہ اصحاب سے گذارش ہے کہ وہ ہمارے میاں صاحب موصوف کا جنازہ غائب ادا فرما کر اور بلندی درجات کی دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ آپ صحابی تھے اور ۱۹۰۳ء کی بیعت تھی جماعت احمدیہ بنگہ میں تعلیمی اداروں کے اپنے بڑھاپے تک انچارج رہے ہیں اور تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

خاکسار عطا محمد عبد الرحمٰن بنگوی
زمیندارہ کلاتھ ہاؤس جڑانوالہ

(۲) محترم بزرگ ماسٹر محمد طفیل خانصاحب سابق ٹیچر مدرسہ احمدیہ گزشتہ پیر کی صبح لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمیع احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے دعا کریں کہ مولا کریم مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جملہ متعلقین کو صبر کے ساتھ نیک نمونہ پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار عبد اللہ خاں

سالانہ اجتماع سے خیمے کا سامان

خود ساختہ خیموں میں رہائش ہوگی

سالانہ اجتماع میں خدام کو خادمانہ زندگی بسر کرنے کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ ان دنوں میں خدام اپنے خیمے بنا کر ان میں رہائش رکھتے ہیں اور مجاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک خیمے میں زیادہ سے زیادہ دس خدام رہ سکتے ہیں۔ خیمہ بنانے کیلئے مندرجہ ذیل سامان کی ضرورت ہے۔ خدام یہ سامان اپنے ہمراہ لائیں

دو کھیس یا چار چادریں۔ چار موٹی چھڑیاں رسی۔ آٹھ کھونٹیاں۔ اجتماع ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ربوہ میں ہو رہا ہے

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا۔ استغفار اور درود شریف کا التزام ہونا چاہیئے

ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در دولت پر حاضر ہو کر دستک دی میرے غمگسار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے باہر دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے عرض کیا حضور اپنے دست مبارک سے لکھ کر کوئی ایسا وظیفہ دیں۔ جس کے پڑھنے سے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہو

اس پر میرے آقا نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب جس طرح خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ مبارک کئے ہیں میری زبان بھی مبارک بنائی ہے۔ میں اپنی زبان سے کہتا ہوں۔ آپ سنو اور سنوار کر نماز پڑھا کریں اور درود شریف اور دعائے استغفار کا بھی التزام رکھیں اور رب کل شیئ خادمك رب فاحفظني وانصرني وارحمني کی دعا مانگنی چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ ڈرنے والوں پر اس کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اسی مضمون کا ایک خط حضور نے حضرت میر صاحب ناناجان کو بھی لکھا تھا۔ جس کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔

(از محمد ابراہیم بقاپوری ماڈل ٹاؤن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم میر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ القدیر تمام مراتب وافع الوسوا‎س کے حصہ دوم میں بتفصیل آجائیں گے۔ حصہ اوّل اب قریب الاختتام ہے۔ صرف ایک خط چھپنا باقی ہے۔ جو پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کی طرف لکھا گیا ہے۔ اور بلحاظ مشائخ عرب کے وہ عربی میں خط ہے اور فارسی میں مولوی عبد الکریم صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جو آپ نے اپنے عملی طریق کے لئے دریافت کیا ہے۔ وہ یہی امر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اتباع کی طرف رغبت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے وہ دو ہیں ایک نماز اور ایک جہاد۔ نماز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرة عيني في الصلوٰة یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور جہاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت کا رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دنیا میں ظاہر کریں۔ یہی جہاد ہے۔ جب تک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔ اور نماز اپنی اسی پہلی حالت پر ہی چاہیئے کہ نماز میں خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار کریں۔ خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہنچ جائے۔ سجدہ میں اکثر یا حی یا قیوم الخ تمام تر عجز سے کہا کریں مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں۔ جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں۔ سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں۔ قرآن کریم اور ادعیہ الورد اس طرح پڑھنی چاہئیں جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے۔ تا اپنی مادری زبان دعا کی برکت سے بے نصیب نہ رہے قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض پانچ وقت کے قائل ہیں۔ اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ قنوت مصائب اور حالات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ دن مصائب کے ہیں۔ اس لئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے۔ قنوت کی بعض دعائیں ماثورہ بھی ہیں مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبادات میں استعمال کرنی پڑے گی غرض نماز کو مغزدار بنانا چاہیئے۔ اور جو دعا اور تسبیح تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔ اور دعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سے نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیئے کیونکہ بجز اس کی توفیق کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی سخت ناپائیدار اور یہ دنیا دار غفلت اور غافلانہ آسائش کی جگہ نہیں۔ ہر ایک سال اپنے اندر بڑے بڑے انقلاب پوشیدہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیئے اور ہر اسان ترساں رہنا چاہیئے۔ کہ وہ ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ گنہگار بھی ہوں اور چالاکوں اور خود پسندوں اور نازکرنے والوں پر اس کا قہر نازل ہوتا ہے اگرچہ وہ کیسے ہی اپنے تئیں نیک سمجھتے ہوں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ جنوری ۱۸۹۲ء

نقشہ بیعت ماہ جولائی ۱۹۵۰ء

عرصہ زیر رپورٹ میں پاکستان وہندوستان کے ۸۶ احباب نے اور غیر ممالک کے ۱۷۶ احباب نے بیعت کی درخواست کی۔ تفصیلی نقشہ درج ذیل ہے۔ (انچارج بیعت ربوہ)

نام ضلع معہ سکونت نومبائعین	تعداد بیعت
پاکستان	
ضلع سیالکوٹ	
رتیاں	۵
ملیانوالہ	۳
حاجی پورہ	۱
بھگوتی	۱
نوشہرہ ککے زئیاں	۱
کاہلو نوانسی	۱
میزان	۱۲
ضلع گوجرانوالہ	
پیرکوٹ	۲
وزیر آباد	۱
کاموں کے منڈی	۱
ڈاہرانوالہ	۱
میزان	۵
ضلع راولپنڈی	
راولپنڈی	۴
چک لالہ	۱
میزان	۵
ضلع لاہور	
لاہور	۳
لکھن کے	۱
نو	۱
میزان	۵
ضلع سرگودھا	
سرگودھا	۳
چک ۹۸ ع	۱
میزان	۴
ضلع منٹگمری	
اوکاڑہ	۱
چک نمبر ۴ ع ۱۱	۱
چک نمبر ۱۸ ع ۱۱	۱
چک نمبر ۱۰۱ ع	۱
میزان	۴

نام ضلع معہ سکونت نومبائعین	تعداد بیعت
ضلع جھنگ	
ربوہ	۳
ضلع گجرات	
کنجاہ	۱
کڑیانوالہ	۱
میزان	۲
ضلع ملتان	
بستی ساہو بھیاں	۱
بستی کھوکھر	۱
میزان	۲
ضلع لائل پور	
چک نمبر ۲۵۸ ع	۱
ضلع ڈیرہ غازیخاں	
چاہ اسمٰعیل والہ	۱
صوبہ سندھ	
طالب آباد ضلع نواب شاہ	۱
ناصر آباد اسٹیٹ	۱
گوٹھی یاسین ضلع تھرپارکر	۱
کوٹڑی ضلع دادو	۱
میزان	۴
صوبہ کراچی	
کراچی	۶
مالیر کینٹ	۱
میزان	۷
ریاست بہاولپور	
چک نمبر ۱۸۳ ع ضلع بہاولنگر	۲
صوبہ بلوچستان	
کوئٹہ	۱
صوبہ سرحد	
ایبٹ آباد	۱
میزان	۱

نام ضلع معہ سکونت نومبائعین	تعداد بیعت
مشرقی پاکستان	
تھانہ پورہ ضلع کمیلا	۲
کل میزان	۶۱
ہندوستان	
اودھنی ضلع اسلام آباد کشمیر	۱۱
گلبرگہ حیدرآباد اسٹیٹ	۳
تالبر کوٹ ضلع کٹک اڑیسہ	۲
کلکتہ	۱
گنگا سرسیاں ضلع موتی ہاری بہار	۱
کشن گڑھ اسٹیٹ	۱
ٹیلی چیری مالابار	۱
سمالپور دیوگڑھ	۱
جین پور بنگمرہ ضلع مظفرپور	۱
یو۔پی	۱
رانچی	۱
میرٹھ	۱
کل میزان	۲۵
غیر ممالک	
انڈونیشیا	۱۰۱
لیگوس (نائیجیریا)	۳۴
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۲۸
دمشق (شام)	۴
ٹانگانیکا (افریقہ)	۳
ہالینڈ	۱
ایران	۱
لنکا	۱
میزان	۱۷۶
کل میزان	۲۶۲

درخواست دعا

بندہ قریباً ایک ماہ سے بیمار ہے۔ جس کی وجہ سے کمزوری بے حد ہو گئی ہے۔ اور میرا پوتا بھی لعل احمد اکمل بیمار ہے۔ احباب جماعت وصحابہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ بندہ کی صحت اور دوسری مشکلات کے لئے خاص طور پر دردِ دل سے دعا فرمائیں:

خاکسار مرزا اکبر بیگ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں عید الفطر

اور

رمضان کے مختصر کوائف

— از مکرم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان —

محترمی مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان کی مندرجہ ذیل تحریر سے احباب کرام کو درویشان قادیان کے دلی تأثرات کا اندازہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ان درویش بھائیوں کو صبر و استقامت کے اعلیٰ نمونہ پر قائم رکھے۔ اور ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

خاکسار۔ جلال الدین شمس از ربوہ

رمضان المبارک اور عید کے مختصر کوائف عرض خدمت ہیں۔ یہاں پہلا روزہ ۱۸ کو ہوا تھا۔ رمضان المبارک میں بیماروں اور معذوروں کے علاوہ باقی درویشوں نے روزے رکھے۔ پہلے دو عشرے گرمی نہایت شدید رہی۔ تیسرے عشرے بارش ہو جانے کی وجہ سے گرمی کی شدت میں قدرے کمی ہو گئی تھی۔ مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کے درس کا بعد نماز ظہر تا عصر انتظام کیا گیا تھا۔ پہلے عشرہ میں مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل۔ دوسرے عشرہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل اور آخری عشرہ میں مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے درس دیا۔

معتکفین کی تعداد ۴۲ تھی۔ مسجد مبارک میں ۱۲ اور مسجد اقصیٰ میں ۳۰ (شاید پہلی اطلاع میں مسجد اقصیٰ کے معتکفین کی تعداد ۲۸ لکھی گئی تھی)

درویشوں کو متفرق اخراجات اور افطاری وغیرہ کے لئے حسب گنجائش امداد بھی دی جاتی رہی۔

اجتماعی دعا اٹھائیسویں روزے بعد عصر ہوئی۔ (جو ہمارا اٹھائیسواں تھا اور درحقیقت ۲۹ واں تھا) دعا سے قبل ہندوستان اور غیر ممالک سے موصول ہونے والی نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاروں کا اعلان کیا گیا۔ اور لمبی دعا کی گئی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے انفرادی اور اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔

۲۹ ویں روزے ہمارے بعض درویشوں نے عید مبارک کا چاند دیکھا اور پھر ریڈیو میں بھی اعلان ہوا کہ ہندوستان کے بہت سے مقامات پر چاند دیکھا گیا ہے۔

عید سے قبل چونکہ بارش ہونے کی وجہ سے باغ میں کیچڑ تھا۔ اور عیدگاہ میں دھوپ کی وجہ سے گرمی تھی۔ اس لئے عید کی نماز مسجد اقصیٰ میں ساڑھے آٹھ بجے پڑھی گئی۔ عید کا کھانا گوشت روٹی اور زردہ صبح سویرے تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد پلاؤ کھلایا گیا۔

اس میں شک نہیں کہ عید اپنے ساتھ خوشیاں لاتی ہے۔ مگر دیکھا گیا کہ عید کے روز درویشوں کے دلوں میں ان خوشیوں کے عقب میں ایک غم اور درد بھی پنہاں تھا۔ اس لئے نہیں کہ وہ اپنے والدین بھائی بہنوں اور بچوں سے جدا تھے (گو جدائی کا اثر طبعی چیز ہے اور سب پر تھا۔ مگر اصل غم یہ نہ تھا) اور اس لئے نہیں کہ وہ بے سرو سامان تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ان کا پیارا امام ان میں موجود نہ تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک افراد ان میں نہ تھے۔ اور پھر اس لئے کہ انہیں اپنے مقدس اور پیارے آقا کی شدید علالت کی اطلاعات موصول ہو رہی تھیں۔ ان کی نظریں اس چھوٹے سے ہجوم میں کسی کو تلاش کرتی رہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اسے پا نہ سکیں۔ درویشوں کے چہروں پر مسکراہٹیں تھیں۔ مگر منبر اور مسجد کے در و دیوار اداس تھے۔ عید کی خوشی تھی۔ لیکن دل مغموم تھے۔ اداسی اور فرحت کا یہ امتزاج۔ خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات دیکھے تو جا سکتے تھے۔ محسوس تو کئے جا سکتے تھے۔ مگر الفاظ کی قید میں نہیں آ سکتے۔ بخدا اس روز تمام درویشوں کو سب سے بڑا غم یہی تھا کہ ان کا وہ پیارا آقا جو قادیان کی عید کی حقیقی رونق اور مسرت ہوا کرتا تھا ان میں موجود نہ تھا۔ بعض درویشوں کی تو یہ حالت تھی۔ کہ وہ خطبہ اور دعا کے بعد ایک منٹ بھی مسجد میں ٹھہر نہ سکے۔ اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ حزن و ملال کو دبائے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے۔

مقامی فطرانہ دو صد کے قریب جمع ہو گیا تھا۔ جو مستحق درویشوں اور مہاجرین کے علاوہ غیر مسلم مستحقین (ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ خاکروب وغیرہ) میں تقسیم کیا گیا۔

غرض قادیان سے دور افتادگان اس دن قادیان کی عید کو یاد کرتے ہونگے۔ مگر قادیان کے مکین دور افتادگان کو یاد کرتے رہے۔ عید کے موقعہ پر بعض غیر مسلم دوستوں کے گھروں میں مٹھائی بھجوائی گئی۔ اصل میں بطریق سابق یہ پروگرام تھا کہ سب افسران سرکاری مقیم قادیان و ممبران میونسپل کمیٹی کو بلا کر چائے پلائی جائے لیکن بارش کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ اس لئے ان کے گھروں میں شیرینی تقسیم کی گئی ؁

چندہ امداد درویشان کی تازہ فہرست

— از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس —

گزشتہ اعلان کے بعد جن بہنوں اور بھائیوں نے چندہ امداد درویشاں کی تحریک میں حصہ لیا ہے۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔ اور ان کا اس کار خیر میں حصہ لینا دوسروں کے لئے بھی نیک تحریک کا باعث ہو۔ آمین

(۱) لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ بذریعہ عنایت بیگم صاحبہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ	۲۵-۰-۰ روپے
(۲) محمد شریف صاحب لاہور چھاؤنی (بذریعہ چیک)	۱۰-۰-۰ "
(۳) بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرنل عطاء اللہ صاحب راولپنڈی	۲۰-۰-۰ "
(۴) عبد الرؤف خان صاحب او۔ اور سی کالا ضلع جہلم	۲۵-۰-۰ "
(۵) محمود احمد خان صاحب گیس پلانٹ انسپکٹر لاہور	۸-۰-۰ "
(۶) اہلیہ صاحبہ " "	۵-۰-۰ "
(۷) عبد الباسط خان صاحب لاہور	۷-۰-۰ "
(۸) عبد الرحمٰن صاحب سگنیلر معرفت ڈاک منشی صاحب لودھراں	۵-۰-۰ "
(۹) لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ بذریعہ عنایت بیگم صاحبہ سیکرٹری مال	۱۰-۰-۰ "
(۱۰) والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب صراف ڈسکہ	۲۰-۰-۰ "
(۱۱) اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل احمد صاحب ڈسکہ	۵-۰-۰ "
اوپر کی دونوں رقوم بذریعہ عبد العزیز صاحب واقف زندگی ڈسکہ موصول ہوئی ہیں	
(۱۲) اسلم بی بی صاحبہ جیکب لائن کراچی	۲۰-۰-۰ "
(۱۳) رسول بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری عنایت اللہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کوٹ کرم بخش ضلع سیالکوٹ	۹-۱۳-۰ "
(۱۴) سیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد یوسف خان صاحب پیرس روڈ سیالکوٹ	۵-۰-۰ "
(۱۵) عاشق محمد صاحب مجوکہ ضلع شاہ پور	۵-۰-۰ "
(۱۶) والدہ صاحبہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ بیگم اول حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم	۲۱-۰-۰ "
میزان	۲۰۰-۱۳-۰ "

انڈونیشیا کے ایک احمدی مبلغ کا قابلِ قدر اخلاص

— از دفتر وکالت تبشیر ربوہ —

مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب سماٹری کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہالینڈ جانے کا ارشاد ہوا تھا۔ انہوں نے فوراً پاسپورٹ وغیرہ کے حصول کے ساتھ ساتھ ڈچ زبان سیکھنا شروع کر دی اور اپنا وقت نہایت ہی احتیاط سے پڑھائی وغیرہ میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ وہ پاسپورٹ کے حصول کے لئے جاوا تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور ان کے بیوی بچے پاڈانگ سماٹرا میں مقیم ہیں۔ ان کی خدمت میں وکالت تبشیر کی طرف سے ایک اور خط ارسال کیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے نہایت ہی اخلاص کا اظہار کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ میں خدمت سلسلہ اور فرائض منصبی کی ادائیگی کا خاص جذبہ ہے۔ آپ کے خط کا اقتباس درج ذیل ہے۔

جواباً مختصراً عرض ہے کہ پاسپورٹ اور ویزہ حاصل کر لیا ہے۔ اب صرف کرایہ سفر کا انتظار کر رہا ہوں۔ جس کے لئے اب جناب سید شاہ محمد صاحب امیر مبلغ انتظام فرما رہے ہیں۔ انشاء اللہ ٹکٹ ملنے پر میں فوراً روانہ ہو جاؤں گا۔ بندہ نے شروع سے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ ربوہ آنے سے قبل پاڈانگ نہیں جاؤں گا۔ اس سے دیر لگے گی۔ کیونکہ پاڈانگ آنے جانے سے کم از کم دو ہفتے لگتے ہیں۔ گھر والے اور بال بچوں کو بھی لکھ دیا ہے۔ کہ میں روانگی سے قبل پاڈانگ نہیں آؤں گا۔ بہتر ہے کہ میں ان قیمتی اوقات کو جو کہ پاڈانگ آنے جانے میں خرچ ہونے والے ہیں پڑھائی اور سٹڈی پر لگا دوں۔

احباب کرام اپنے اس بھائی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ تا اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں اور بھی برکت ڈالے۔ اور جس مشن پر انہیں بھیجا جا رہا ہے۔ اس میں کامیابی عطا فرمائے ؁

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان کا غذائی اقتصادی نظام

گذشتہ سال کے اندر پاکستان کے غذائی اقتصادی نظام میں خزانہ کی بجلے بچت ہوئی۔ اس کی وجہ اچھی فصل بھی تھی۔ اور وزارت غذا کی وہ تدابیر بھی جو اس نے غلہ کا ذخیرہ قائم رکھنے اور خود بود روکنے کے لئے اختیار کیں۔ صورت حالات کے بدلنے سے غلہ کی تجارت پر جو پابندیاں عائد تھیں ان میں مناسب ترمیم کی گئی۔ راشن بندی ختم کرنے اور تجارت کی ہمت افزائی کے اقدامات کئے گئے۔ راشن بندی بتدریج ختم کرنے اور غلہ پر بتدریج کنٹرول ہٹانے کی پالیسی کو صوبائی حکومتوں کے مشورہ سے عملی جامہ پہنایا گیا۔ پنجاب نے سب سے پہلے یہ کام کیا۔ اور دسمبر ۱۹۴۹ء میں ملتان اور گجرات میں جنوری ۱۹۵۰ء میں جہلم میں۔ فروری ۱۹۵۰ء میں سیالکوٹ میں اور مئی ۱۹۵۰ء میں راولپنڈی اور لاہور میں راشن بندی ختم کر دی گئی۔ اس کے بعد کئی کے علاقوں میں اس پالیسی پر عمل ہوا۔ جون میں کوئٹہ میں۔ جولائی میں کراچی میں اور اگست میں پشاور میں گیہوں اور گیہوں سے بنی ہوئی چیزوں کی راشن بندی ختم کر دی گئی۔ مغربی پاکستان میں دوسرا کوئی شہر نہیں جہاں غلہ کی راشن بندی ہو۔ مشرقی پاکستان میں ۴۲ شہروں میں راشن بندی ہے۔ موٹے اناج یعنی جوار۔ باجرہ۔ مکئی اور جو کی قیمتوں اور نقل حمل پر کنٹرول اٹھا لیا گیا۔ اور لائسنس کے تحت انہیں پاکستان سے باہر برآمد کرنے کی اجازت بھی دے دی گئی۔ اس سے مجموعی حالات بحال ہونے میں سہولت ہوئی۔ مزید ہمت افزائی کے لئے تاجروں۔ سندھ اور پنجاب کی فلور ملوں کو گیہوں کی عمدہ اشیاء یعنی سوجی۔ روا اور میدا اوپن جنرل لائسنس کے تحت برآمد کرنے کی اجازت دی گئی۔

پاکستان میں زیادہ تر غلے فاضل ہیں۔ اپنے اقتصادی نظام کی حفاظت کے واسطے پاکستان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے فاضل غلہ کو قاعدہ سے ذخیرہ کرے۔ تاکہ غلہ کی عمدگی کی ساکھ قائم ہو نیز ذخیرہ کرنے کی استعداد میں اضافہ ہو۔ اس وجہ سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ کراچی کے بندرگاہ پر ...... ٹن غلہ کا ذخیرہ رکھنے کے لئے جگہ تعمیر کی جائے۔ اور اتنی ہی مقدار کے لئے ملک کے ان بالائی علاقوں میں جو غلہ پیدا کرتے ہیں۔

صوبائی و ریاستی حکومتوں سے بار بار درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ ذخیرہ بنانے کے حالات بہتر بنائیں تاکہ ذخیرہ رکھنے سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان میں کمی ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے وقتاً فوقتاً سخت صفائی اور دیکھ بھال کی گئی۔ یہ تدابیر کامیاب ثابت ہوئیں۔ اور جاپان و ترکی دونوں ملکوں کے نمائندوں نے گیہوں کی فراہمی پر پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔

مرکزی حکومت نے ماہرین فن پر مشتمل ایک معائنہ کا شعبہ قائم کیا ہے۔ جس نے اب تک ....۴ ٹن سے زیادہ غلہ کا معائنہ کیا ہے۔ مزید ساز و سامان کے لئے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ جدید طرز پر ایک تجربہ گاہ قائم کی جائے۔

پونڈ: سٹرلنگ کی قیمت گر جانے پر ہندوستان نے وہ گیہوں جو پاکستان سے خرید لیا تھا۔ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اس سے پاکستان بہت مشکل میں پڑ گیا ٹھیک گیہوں کی فصل میں پاکستان کو نئے خریدار پیدا کرنا پڑے۔ غیر ذمہ دار حلقوں نے بغیر سوچے سمجھے گیہوں کو خراب بتانا شروع کر دیا۔ اور اس سے دشواریوں میں اضافہ ہو گیا۔ آخر کار کامیابی ہوئی اور ہمیں دوسرے ممالک میں گیہوں کے خریدار مل گئے۔

مشرقی پاکستان میں تمام سال غذائی حالت اطمینان بخش رہی۔ ستمبر ۱۹۴۹ء میں چاول کی قیمتوں میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اس لئے مغربی پاکستان سے چاول اور گیہوں دونوں کی ایک بڑی مقدار بھیجنا پڑی اور تقریباً ....۷ ٹن چاول بصرہ سے درآمد کرنا پڑا۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۹ء اور ۲۷ جون ۱۹۵۰ء کے دوران میں مشرقی پاکستان کو ۷۲۴ ۵۳ ٹن چاول اور ۲۲ ۲۷ ۷ ٹن گیہوں بھیجے گئے۔ اس کے علاوہ مشرقی پاکستان میں اندرونی پابندیوں کو ہٹا دیا گیا۔ کمی کے علاقہ میں اناج پہنچایا جا سکے کچھ قصبات میں سے راشن بندی کی گئی۔ اور دیہاتی علاقوں میں ترمیم شدہ راشن بندی بڑھا دی گئی ان اقدامات کی وجہ سے چاول کی قیمتیں کم ہو گئیں ستمبر ۱۹۴۹ء میں اس کا نرخ ۳۵ روپے ۱۱ آنے فی من تھا۔ لیکن دسمبر ۱۹۴۹ء میں یہ نرخ صرف ۱۸ روپے ۸ آنے فی من رہ گیا۔ جنوری اور مارچ سنہ ۱۹۵۰ء کے درمیان قیمتوں میں کچھ اور کمی ہو گئی۔ لیکن اپریل سنہ ۱۹۵۰ء سے ان میں دوبارہ اضافہ ہونا شروع ہوا۔ جو حکومت کے خیال میں سال کے اس حصہ میں غیر معمولی امر نہیں ہے۔ اور نہ اس سے کوئی اندیشہ ہے۔ صوبائی حکومت کے پاس چاول کے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔ جن سے عوام کے لئے برابر چاول مہیا کیا جا رہا ہے۔ حکومت کو یقین ہے کہ یہ قیمتیں ستمبر اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء تک خود بخود کم ہو جائیں گی

مشکر: پاکستان میں شکر کی صورت حال بہت اطمینان بخش ہے۔ دیسی شکر اور گڑ سستے داموں پر ملنے کی وجہ سے صاف شکر کی مانگ کافی کم ہو گئی ہے۔ اندازاً مغربی پاکستان میں ایک لاکھ ٹن صاف شکر کی سالانہ ضرورت ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے شکر کے کارخانوں میں اس سال صرف پندرہ ہزار ٹن شکر تیار ہوئی۔ جب کہ گذشتہ سال انہی کارخانوں میں ۴۲ ہزار ٹن شکر تیار ہوئی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ گڑ کی قیمتیں بڑھ گئی تھیں۔ اور زیادہ تر گنے گڑ بنانے کے لئے استعمال کئے گئے۔

مردان فیکٹری نے موجودہ موسم کے آخری دنوں میں کام شروع کیا اور تقریباً پندرہ سو ٹن نہایت صاف اور اعلیٰ قسم کی شکر تیار کی۔ امید ہے کہ آئندہ سال اس فیکٹری میں ڈھائی ہزار ٹن شکر تیار ہو گی۔

پاکستان میں اندازاً ...۴۷۹ ٹن گھی اور روغن کی سالانہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مغربی پاکستان میں صرف ۴۲ ہزار ٹن گھی اور بیس ہزار ٹن روغن سالانہ تیار ہوتا ہے۔ بہرحال یہ کمی کھانا پکانے کے قابل دیگر متبادل اشیاء سے پوری کی جاتی ہے۔

کیا آپ نے قیمت اخبار

بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی ہے

اگر نہیں بھجوائی تو مہربانی فرما کر اگست سنہ ۱۹۵۰ء میں ختم ہونے والی قیمت اخبار بھجوا دیں۔ اور وی۔ پی کا انتظار نہ کریں۔ منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھجوانے میں آپ کو فائدہ ہے۔

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بےنظیر تحفہ!

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

ربوہ کے مقامی احباب ربوہ جنرل سٹور ربوہ اور لاہور کے مقامی احباب اللہ دتہ صاحب پانفروش رتن باغ سے خرید فرمائیں

دواخانہ خدمت خلق

سفوف دیا بیطس — ذیابیطس نہایت ہی موذی مرض ہے ہڈیوں تک کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اور آدمی زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ یہ سفوف اس مرض کو شفا بخشنے یا اسے حد کے اندر رکھنے میں نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت پندرہ خوراک ۲/۱۲/-

خیاکن — بخار کو کونین کے بغیر توڑنے والی دوا۔ کونین کے نقصانات سے بالکل پاک۔ قیمت یکصد گولی ۱/۸/-

شفائی — پرانے بخار جو ہڈیوں میں داخل ہو گئے ہوں اور جگر اور تلی پر اثر ہو گیا ہو۔ شباکن کے ساتھ اس دوائی کا استعمال ہو۔ تو خدا کے فضل سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ قیمت پچاس گولیاں ۲/-/- روپیہ۔

ملنے کا پتہ: دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان)

تمام جہان کیلئے نظام نو

منجانب حضرت امام جماعت احمدیہ انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

آرام دہ سفر

لاہور سے سیالکوٹ کیلئے جی۔ ٹی بس سروس لمیٹڈ کی آرام دہ نئے ڈیزائن کی بسوں میں سفر کریں جو کہ اڈہ سرائے سلطان اور لوہاری دروازہ سے وقت مقررہ پر چلتی ہیں۔ موسم گرما میں آخری بس سیالکوٹ کے لئے ۵-۳۰ بجے شام چلتی ہے۔

چوہدری سردار خاں منیجر جی ٹی بس سروس لمیٹڈ سرائے سلطان لاہور

اولاد نرینہ اس کے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے قیمت بیس ۲۰ روپے دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کینڈی کا مقدس دانت جعلی ہے!

برمی بودھ کا سنسنی خیز الزام

رنگون ۲۵ اگست - کینڈی لنکا میں جو مقدس دانت ہے جس کی زیارت کو بے شمار بدھ مت کے پیرو آتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ الزام عاید کیا گیا ہے کہ یہ مہاتما بدھ کا اصلی دانت نہیں ہے بلکہ شاید یہ کسی مگرمچھ کا دانت ہے - یہ سنسنی خیز الزام ایک برمی عالم اور ماہر تعلیم نے لگایا ہے - اور رنگون کے ایک اخبار میں اس کی اشاعت ہوئی ہے - خیال ہے کہ اس سے ساری دنیا کے بدھ مذہب کے پرستاروں کو سخت حیرت ہوگی - یہ عالم یو ٹیٹ ٹین ہے جس نے اس دانت کے اصلی ہونے کے متعلق سنگہالی دعووں کی تردید کی ہے اور اپنی رائے کی حمایت میں برمی چینی اور پرتگالی ذرائع کا حوالہ دیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مہاتما بدھ کو صداقت سے محبت تھی - وہ صداقت کی تبلیغ کرتے تھے اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے بھی انہوں نے یہی پیغام چھوڑا ہے - کینڈی کے مقدس دانت کے متعلق حقیقت کی میں نے تحقیق کی ہے اور میں اپنے اس یقین کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا کہ یہ جعلی ہے۔

یو ٹیٹ ٹین رقمطراز ہیں کہ اصلی دانت برما میں ہے - یہ دانت ساگینگ کے مشہور کواتنگ مہاگوڈا میں رکھا ہوا ہے - ان کا کہنا ہے کہ ۱۵۶۰ء میں جب پرتگالیوں نے لنکا پر قبضہ کر لیا تو شاہی دربار کی ایک سفارت کے ذریعہ اسے برما لایا گیا - اس کیلئے ۸۰٬۰۰۰ روپوں کی رقم ادا کی گئی - پہلے پہلے اسے پیگو کے خاص طور پر بنائے ہوئے مندر میں رکھا گیا جو کینڈی ہی کے مندر کی طرز کا تھا - پھر یہ آوا اور وہیں ٹونگو آیا - آخرکار اسے ساگینگ کے مندر میں رکھا گیا جو ۱۷۳۹ء میں تعمیر ہوا تھا -

اس مقدس یادگار کی کہانی بڑی طوفانی ہے - روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب ۴۸۳ ق - م میں گوتم بدھ نے وفات پائی تو ان کے شاگرد کیما نے اپنے استاد کے نچلے جبڑے کا بائیں طرف والا سامنے کا دانت نکال کر اسے کلنگا کے بادشاہ برہمدتا کو پیش کر دیا مختلف لڑائیوں اور فتوحات میں یہ دست بدست منتقل ہوتا رہا - یہاں تک کہ تیرھویں صدی میں ایک ہندوستانی شہزادہ اسے لنکا لایا۔ ڈیٹ ٹین کا کہنا ہے کہ یہی دانت ۴۰۰ سال ہوئے جلا دیا گیا اور پرتگالیوں کے قبضہ میں جانے کے لئے مصنوعی دانت چھوڑ دیا گیا - کینڈی کی اس یادگار کی بہت حفاظت ہوتی ہے - اور سال میں صرف ایک دفعہ اس کی نمائش ہوتی ہے - دوسرے دنوں میں شاذ ہی کسی کو اسے دیکھنے کی اجازت ملتی - یہ امر مشکوک ہے کہ اس یادگار کے متولی یو ٹیٹ ٹین کے قول کو خاموشی سے برداشت کر لیں گے -

لاہور میں اقتصادی ترقی کے بین الاقوامی مرکز کا قیام

لیک سکیس ۲۵ اگست - اقتصادی ترقی کا جو بین الاقوامی مرکز لاہور میں یکم اکتوبر سے کھلنے والا ہے - اس کے لئے اساتذہ کا انتخاب عمل میں لایا جا چکا ہے - اساتذہ آسٹریلیا - لنکا - چیکوسلواکیہ - چین ہندوستان - ہالینڈ - سیام - ترکی - انگلستان - امریکہ اور پاکستان سے لئے جائیں گے - اس مرکز میں تربیت حاصل کرنے کے لئے ایشیا کے ہر ملک سے کہا گیا ہے - کہ وہ سرکاری عہدہ دار یا ترقی یافتہ طلباء کو لاہور بھیجے - یاد رہے کہ یہ مرکز عالمی ادارہ زراعت و خوراک کی جانب سے بیت دیا جا رہا ہے - اس کے نگران اعلیٰ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس محمد منیر ہوں گے - اور ترکی کے مشہور ماہر کمال سلیمان والیر نائب ناظم کے فرائض انجام دیں گے - اس مرکز میں جو تربیت دی جائے گی - اس کا مقصد یہ ہوگا کہ مختلف ممالک میں ترقی کے منصوبوں کے لئے کام کرنے والوں میں یہ قابلیت پیدا کر دی جائے - کہ وہ اقتصادی اہمیت کو خوب اچھی طرح سمجھ سکیں - اور یہ معلوم کر سکیں کہ ان کی تکمیل سے ممالک متعلقہ کو جو فائدہ ہوگا - وہ ان اخراجات کے مقابلہ میں کتنا زیادہ ہوگا - جو ان پر آئیں گے - کیونکہ عام طور پر یہ شکایت سنی جاتی ہے کہ روپیہ کی کمی یا حسب دلخواہ نتائج کے فقدان کے باعث کتنی ہی منصوبہ بندیاں ناکام ہو چکی ہیں۔

اس مرکز میں سات اساتذہ تو ایسے ہوں جو پانچ ہفتہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک پورے وقت میں تدریس کا کام انجام دیں گے - اس کے علاوہ کچھ ماہرین ایسے بھی ہوں گے - جو وقتاً فوقتاً ایک دو تقریریں کر سکیں گے - پورے کام کرنے والے اساتذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں -

میرین کلوسن (امریکہ) ایگریٹ ڈی رائس (ہالینڈ) جے تھومس کنڈ (امریکہ) ہینس سنگر (انگلستان) کمال سلیمان والیر (ترکی) مورڈیکائی ازکیال (امریکہ) ساتویں استاد کا تقرر پاکستانی ماہرین میں سے

چوہدری محمد ظفر اللہ خان لندن میں مسئلہ کشمیر پر ایک بیان دینگے

لندن ۲۵ اگست - برطانوی اخبارات نے کشمیر کے گفت و شنید کی ناکامی کے متعلق مسٹر لیاقت علی خان کے بیان کے اہم مالات کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے - اس بیان کا پورا متن کراچی سے ہائی کمشنر رحمت اللہ کو بذریعہ تار روانہ کر دیا گیا تھا - جنہوں نے اسے نہ صرف تمام اخبارات ہی کو نہیں بلکہ سرکاری اور سفارتی حلقوں کے تمام با اثر افراد کو بھی روانہ کیا - اقوام متحدہ جاتے ہوئے ۶ ستمبر کو وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کی آمد یہاں متوقع ہے - اور خیال ہے کہ کشمیر کے متعلق پاکستان کے نقطۂ نظر کی وہ مزید وضاحت کرینگے

اس درمیانی مدت میں کشمیر کے متعلق اتفاق رائے نہ ہو سکنے کے اس اقتصادی کانفرنس پر کیا اثرات مرتب ہوں گے - جو جنوب مشرقی ایشیا کو امداد کے بارہ میں دولت مشترکہ کے ارکان کے درمیان ہونے والی ہے - اس پر غور کیا جا رہا ہے - اس مقصد کے لئے گذشتہ شب برطانوی سرکاری ماہرین کا ایک اجلاس بھی طلب کیا گیا -

اس سلسلہ میں یہاں سرکاری پاکستانی رائے یہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ نہ حل ہو سکنے کی وجہ سے برصغیر کی اقتصادی ترقی کی جو تقدیر کانفرنس میں پیش کی جانے والی تھی - اس میں بنیادی تبدیلیاں لازمی ہو گئی ہیں - اور پنج سالہ منصوبہ میں ترقی کا جو معیار قائم کیا گیا ہے اسے نیچے لاتا ہوگا - (استار)

ہندوستان کا "نیا روپیہ"

۱۵ اگست ۱۹۵۰ء سے ہندوستان میں خالص نکل کا بنا ہوا روپے کا نیا سکہ جاری ہو گیا ہے - اس کے ساتھ ہی نئے ڈیزائن کے اٹھنی - چونی - دونی اکنی ادھنی اور ایک پیسے کے سکے بھی جاری ہو گئے ہیں

۱۹۳۵ء میں پہلی بار ہندوستانی ٹکسال میں روپیہ بنایا گیا تھا - اس وقت یہ کلیتہً چاندی کا تھا -

۱۹۴۷ء میں پہلی بار خالص نکل کا روپیہ رائج کیا گیا - اب جو روپیہ رائج کیا گیا ہے - وہ خالص نکل کا دوسرا سلسلہ ہے -

نکل کے نئے روپے کے سیدھی جانب اشوک کی لاٹ پر بنے ہوئے تین شیروں کا نشان کندہ ہے اور الٹی جانب اناج کے خوشہ کا نشان بنا ہوا ہے -
(آئی - آئی - ایس)

کینیا میں رجسٹریشن

نیروبی ۲۵ اگست :- کینیا میں سادی آبادی کے اندراج کے منصوبے کے ماتحت اسے افریقی اور ایشیائی جو انگریزی کا معمولی امتحان پاس نہ کر سکیں گے - اور اپنے نام نہ لکھ سکیں گے - ان کی انگلیوں کا نشان لیا جائے گا - دو سال سے اس پالیسی پر شدید اختلافات ہو رہے ہیں - لیکن کینیا کی لیجسلیٹو کونسل نے اب اس اقدام کا فیصلہ کر لیا ہے - باوجود یکہ افریقی اور ایشیائی ارکان نے اس قانون کی مخالفت کی - (استار)

ارجنٹائن اور برطانوی سامان کی درآمد

لندن ۲۵ اگست :- ارجنٹائن ایسے اشارے کر رہا ہے - جس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس کے لئے تیار ہے - کہ برطانیہ میں اپنے بقایا کچھ حصہ ادا کر دے اور برطانوی سامان کی اپنے ملک میں مزید درآمد کی اجازت دیدے

ارجنٹائن کی حکومت نے گذشتہ دو ہفتوں میں اپنے لندن کے ایجنٹ کو جن رقوم کی ادائیگی کی ہدایت کی ہے - وہ مجموعی بقایا کی رقم کا بہت ہی تھوڑا حصہ ہیں - گذشتہ ہفتہ بتایا گیا ہے کہ انگلستان میں ریلوے کا جو سامان خرید اگیا تھا - اس کی ادائیگی کے لئے پیرس میں ۲۰٬۰۰۰٬۰۰۰ پاؤنڈ کی رقم مہیا کر دی گئی تھی - حالانکہ یہ سامان بہت عرصہ ہوا - خریدا جا چکا تھا - اور اس وقت ارجنٹائن میں استعمال بھی ہو رہا ہے - (استار)

نئی طیونس حکومت

پیرس ۲۵ اگست - طیونس میں نئی حکومت قائم ہو گئی ہے - بہت ہی حال تک طیونس کی جماعتیں یہ کہہ رہی ہیں کہ موجودہ حالات میں فرانسیسیوں کے ماتحت کام کرنے کو وہ تیار نہیں ہیں - اس لئے نئی حکومت کے قیام کے معنی یہ ہیں کہ کسی طرح کی مصالحت ہو گئی ہے - (استار)

دفاعی پیداوار میں اضافہ کیلئے امریکی سنیٹ میں نیا بل

واشنگٹن ۲۵ اگست - خبر ملی ہے کہ امریکی سنیٹ نے ایک ایسا بل پاس کر دیا ہے جس کی رو سے صدر جمہوریہ امریکہ کو ایسے اختیارات حاصل ہو جائیں گے - کہ جن کے ذریعہ وہ ایک طرف دفاعی پیداوار کی رفتار میں اضافہ کر سکیں گے - اور دوسری طرف کوریا کی جنگ سے پیدا شدہ ہنگامی حالات کے ماتحت اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتوں پر کنٹرول رکھ سکیں گے - اس قسم کا بل ایوان نمائندگان نے ۱۵ اگست کو منظور کیا تھا - اب دونوں بلوں کے مسودے اب دونوں ایوانوں میں ایک مشترکہ اجلاس میں پیش ہونگے
(یو - پی - آئی - پی)